تحفظ ختم نبوت کی خاطر قربانیاں

مولانا حذیفہ وستانوی

اللہ رب العزت نے اشرف الخلائق حضرت انسان کی ہدایت کے لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، سنۃ اللہ کے مطابق اس سلسلۃ الذہب کو نبی کریم ﷺ پر ختم کیا؛ کیوں کہ دنیا میں اللہ کا دستور ابتدائے آفرینش سے چلا آیا ہے کہ ہر چیز کا مبدأ بھی لازم ہے اور منتہاء بھی، چاہے وہ مادی ہو یا روحانی؛ لہٰذا نبوت کے لیے وہی دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے سلسلۂ نبوت کا آغاز ہوا، اور حبیبِ کبریاء، احمد مصطفی محمد مجتبی ﷺ پر یہ سلسلہ نبوت ختم ہوا؛ گویا یہ ایک قدرتی قانون کے تحت ہوا۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت ایک انقلاب آفریں بعثت ہے، آپ ﷺ کی بعثت سے دنیا میں تمام ظلمتیں چھٹ گئیں، دنیا جو ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی پُرنور اور روشن ہوگئی، جس کی برکتوں کے اثرات آج چودہ صدیوں کے بعد بھی محسوس کیے جارہے ہیں اور قبیل قیامت تک محسوس کیے جاتے رہیں گے اور پھر حشر ونشر میں بھی اور میزان وحساب میں بھی آپ کی برکتیں جلوہ گر ہوں گی۔ ان شاء اللہ!

آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد عظیم فتنوں نے سر اٹھایا، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت ایمانی، حمیت اسلامی، بلند حوصلگی اور حکمت عملی نے تمام فتنوں کو ایک سال سے بھی کم عرصے میں کافور کر کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو پوری امت کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے، آمین!

عجیب بات:...... یہ بات تعجب خیز ہے کہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ نے سب سے پہلے اسلام کے خلاف جو سازش رچی وہ تھی عقیدۂ ختم نبوت ﷺ پر کاری ضرب؛ اس لیے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد جو پانچ افراد نے دعوۂ نبوت کیے، الاستاذ جمیل مصری کی تحقیق کے مطابق ان سب کے اہل کتاب یہود ونصاریٰ کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ تاریخ کے مستند حوالوں سے اپنی تحقیقی کتاب "أثر أهل الكتاب في الحروب والفتن الداخلية في القرن الأول" میں

ثابت کیا ہے۔ دوسری جانب حضرات صحابہ نے بھی اس کو گویا بھانپ لیا، خاص طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور آپ نے "أینقص الدین وأنا حي" کا تاریخی جملہ کہہ کر صحابۂ کرام کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت خوب اچھی طرح سمجھیں اور تاریخ کے رُخ پھیر دینے والے اس فتنے کی سرکوبی کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ الحمدللہ! حضرت ابوبکرؓ کی کوششوں اور اللہ کے فضل سے صحابہؓ نے اس بات پر اجماع کر لیا کہ عقیدۂ ختم نبوت کو تحفظ فراہم کیا جائے، نبوت کے دعویداروں کو کافر قرار دیا جائے اور ان کے خلاف جہاد فرض گردانا جائے، اس طرح یہ صحابہؓ کا سب سے پہلا اجماع منعقد ہو گیا کہ ختم نبوت کا تحفظ ایک اہم ترین فریضہ ہے اور دعویٔ نبوت کرنے والا کافر ہے، اس سے جہاد فرض ہے۔ بس پھر کیا تھا، اس عقیدے کے تحفظ کی خاطر مدینہ سے گیارہ لشکران مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم پر میدان کارزار میں کود پڑتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال سے بھی کم عرصہ میں یا تو مدعیان نبوت اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں، یا توبہ وانابت کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

	قائدین	جہت
۱	خالد بن سعید بن عاصؓ	مشاف بلاد شام
۲	عمرو بن العاصؓ	دومۃ الجندل
۳	خالد بن ولیدؓ	بُزاخہ، البطاح، یمامہ
۴	عکرمہ بن ابی جہلؓ	یمامہ، عمان ومہرہ، حضرموت، یمن
۵	شرحبیل بن حسنہؓ	یمامہ، حضرموت
٦	علاء ابن الحضرمیؓ	بحرین، دارین
۷	حذیفہ بن محصن الغلفانیؓ	عمان
۸	عرفجہ ابن ہرثمہ البارقیؓ	عمان، مہرہ، حضرموت، یمن
۹	طریفہ بن حاجزؓ	شرق حجاز، بنوسلیم کی طرف
۱۰	مہاجر بن ابی امیہؓ	یمن، کندہ، حضرموت
۱۱	سوید ابن مقرن الذنیؓ	تہامۃ الیمن

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں "واللهِ الذي لاَ اِلٰهَ اِلاّ هو لَولاَ أنّ أبا بكرٍ استَخْلَفَ مَا عُبِدَ الله" اِس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر ابوبکرؓ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ (رواہ البیہقی بحوالہ ازالۃ الخفاء، ج:۱،ص:۳)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: لَقَدْ قُمْنا بعدَ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مقاماً كِدنا نُهلَكُ فيه لَولاَ أنّ الله مَنّ علينا بأبي بكر أجمعْنا على أنْ لا نقاتلَ على ابنة مخاض وابنة لبون وان

نأكل قرئ عربية و نَعْبُدَ الله حتى يأتينا اليقين نَعْزِمُ الله لأبي بكر على قِتالِهم۔ (التاریخ الکامل لابن اثیر، ج:۲،ص:۲۰۵)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد ہم ہلاکت خیز حالات سے دوچار ہو گئے تھے؛ مگر اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جیسی بصیرت افروز) شخصیت کے ذریعہ ہم پر احسان عظیم کیا، ہم لوگ (یعنی جماعت صحابہ) یہ طے کر چکے تھے کہ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ قتال نہیں کریں گے اور جو کچھ تھوڑا بہت رزق میسر آئے گا اس پر اکتفا کریں گے اور اس طرح موت تک اللہ کی عبادت کرتے رہیں گے؛ مگر اللہ رب العزت نے حضرت ابوبکر کو مانعین کے ساتھ قتال کا پختہ حوصلہ دیا۔

مؤرخ کبیر، مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ بیسویں صدی میں مسلمانوں کی گمراہیوں کو دیکھ کر دل برداشتہ ہو کر فرماتے تھے "رِدَّةٌ ولا أبا بكرٍ لها" کہ ارتداد نے ایک بار پھر زوردار سر اٹھایا ہے؛ مگر افسوس اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ابوبکر جیسا حوصلہ نہیں، ان جیسی حمیت و غیرت نہیں، اس موضوع پر آپؒ کی مستقل کتاب ہے۔ واقعتاً حضرت نے بالکل درست کہا جیسی فکری یلغار حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں تھی آج بھی ویسی ہی کیفیت ہے، تب ابوبکر تھے: مگر آج کوئی ابوبکر تو کیا ان کا عشر عشیر بھی نہیں، اللہ ہی مدد اور حفاظت فرمائے، آمین!

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہزاروں صحابہؓ نے اپنی جانوں کو قربان کر دیا، بیسویں صدی میں تحفظ ختم نبوت کے لیے نمایاں خدمات انجام دینے والوں میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا نام سرِ فہرست ہے، آپ فرماتے ہیں:

"جو لوگ تحریک ختم نبوت میں جہاں جہاں شہید ہوئے، ان کے خون کا جوابدہ میں ہوں، وہ عشق رسالت میں مارے گئے، اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، ان میں جذبۂ شہادت میں نے پھونکا تھا۔"

(حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہٗ کی تحریک کی وجہ سے ختم نبوت کے لیے امت میں بیداری پیدا ہوئی اور امت مسلمہ ہندیہ پورے جوش و جذبہ کے ساتھ میدان کارزار میں کود پڑی، جب کچھ جدید تعلیم یافتہ لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اس تحریک کی خاطر شہید ہو رہے ہیں تو انھوں نے اپنے آپ کو اس تحریک سے علیحدہ کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو لوگ مارے گئے یا مارے جا رہے ہیں، ہم اس کے ذمہ دار نہیں، تب پھر حضرت نے اپنی تقریر میں کہا) جو "لوگ ان کے خون سے دامن بچانا چاہتے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ میں حشر کے دن بھی، ان کے خون کا ذمہ دار ہوں گا؛ کیوں کہ ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی سات ہزار حفاظ قرآن، تحفظ ختم نبوت کی خاطر شہید کروا دیئے تھے۔ (اور غیر حافظوں کی تعداد اس سے تقریباً دوگنی ہوگی)۔"

(تحریک ختم نبوت کا آغاز شورش کاشمیری بحوالہ روزنامہ اسلام)

صداقت کے لیے گر جان جاتی ہے تو جانے دو   مصیبت پر مصیبت سر پہ آتی ہے تو آنے دو

مناظر اسلام مولانا لعل حسین اختر نے بڑا عجیب شعر کہا ہے۔ ؎

جلادو پھونک دو سولی چڑھا دو خوب سن رکھو   صداقت چھٹ نہیں سکتی ہے جب تک جان باقی ہے

خلاصہ یہ کہ اسلامی دور حکومت میں، جب بھی کسی نے ختم نبوت پر حملہ کیا، یا حرف زنی کی، مسلمان خلفاء و امراء نے ان کو کیفر کردار تک پہنچادیا، جس کی سیکڑوں مثالیں تاریخ کے سینے میں محفوظ ہیں، تو آیئے! مدعیان نبوت اور منکرین ختم نبوت کے بدترین انجام پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

شمار	اسمائے منکرین ختم نبوت	انجام	سن انجام	دور خلافت و حکومت
۱	عبہلہ بن کعب معروف باسود العنسی	قتل ہوا	۱۱ھ	حضرت ابوبکر صدیقؓ
۲		قتل ہوا	۱۱ھ	حضرت ابوبکر صدیقؓ
۳	مختار بن ابوعبدا بن مسعود ثقفی	قتل ہوا	۶۷ھ	حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ
۴	حارث ابن سعید کذاب	قتل ہوا	۷۹ھ	عبدالملک ابن مروان
۵	مغیرہ ابن سعید عجلی	قتل ہوا	۱۱۹ھ	ہشام بن عبدالملک بن مروان
۶	بیان ابن سمعان	قتل ہوا	۱۲۶ھ	ولید ابن یزید
۷	اسحاق اخراس	قتل ہوا		خلیفہ ابوجعفر منصور
۸	سیس خراسانی	قتل ہوا	۱۵۰ھ	خلیفہ ابوجعفر منصور
۹	ابوعیسیٰ بن اسحاق یعقوب اصفہانی	قتل ہوا		خلیفہ ابوجعفر منصور
۱۰	حکیم مقنع خراسانی	خودکشی کی	۱۶۳ھ	خلیفہ مہدی
۱۱	بابک ابن عبداللہ خرمی	قتل ہوا	۲۲۳ھ	خلیفہ معتصم باللہ
۱۲	علی بن محمد عبدالرحیم	قتل ہوا	۲۷۰	خلیفہ المعتمد علی اللہ
۱۳	ابوسعد حسن بن سیرام	قتل ہوا	۳۰۱ھ	خلیفہ المعتضد باللہ
۱۴	محمد بن علی شمغانی	قتل ہوا	۳۲۲ھ	خلیفہ راضی باللہ

یہ تھے مشہور منکرین ختم نبوت اور مدعیان نبوت اور جب بھی کسی اسلامی دور میں انھوں نے سر اٹھایا، ہمارے خلفاء اور امراء نے ان کو تہہ تیغ کر کے رکھ دیا، یا انھوں نے مجبوراً خودکشی کی، یا توبہ کرنے پر آمادہ ہوگئے؛ اسی لیے اہل کتاب حضور اقدس ﷺ کی وفات ہی سے خلافت کے عدم قیام یا قیام کے بعد سقوط کی بھرپور کوشش کرتے رہے؛ مگر تیرہ سو سال بعد انہیں اس میں کچھ حد تک مسلمانوں کی اعتقادی کمزوری کی وجہ سے اور کتاب و سنت سے بعد کی بنا پر کامیابی ملی، مگر ان شاء اللہ ایک بار پھر خلافت قائم ہوگی۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ سقوطِ خلافت سے قبل اس کے ضعف کے زمانہ ہی سے ایک بار پھر انکارِ ختمِ نبوت کے فتنے نے سر اٹھایا اور انیسویں صدی کے اوائل میں، باب اللہ نے، پھر بہاؤ اللہ نے اور اسی صدی کے اواخر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا؛ بل کہ پچھلے دو سو سال میں جتنے مدعیان نبوت و مہدویت کھڑے ہوئے وہ بارہ سو سال کے مقابلہ میں اضعافاً مضاعفہ ہے؛ گویا دشمن کی یہ ایک منظم سازش ہے کہ وہ ختمِ نبوت کا قلع قمع کرنا چاہتے ہیں، مگر ان شاء اللہ وہ قیامت تک اس میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

منکرین ختم نبوت کے ساتھ جہاد بالسیف کے بعد جہاد بالقلم:...... جیسا کہ اوپر تاریخ کے حوالے سے واضح کیا گیا کہ جب بھی اسلامی دورِ حکومت میں، کسی نے ختم نبوت پر حملہ کیا اس کو واصل جہنم کر دیا گیا، مگر جب استعماری طاقتیں عالم اسلام پر غالب آ گئیں اور اس طرح کے فتنوں نے سر اٹھایا، تو علماء قلم و کاغذ لے کر میدانِ کارزار میں کود پڑے اور الحمدللہ انھوں نے ختم نبوت کا بھرپور دفاع کیا، انگریز کے زمانہ میں عدالتوں میں اور کتابوں کے ذریعہ صرف غلام احمد قادیانی ملعون کے رد میں ایک اندازے کے مطابق ۲۰ ر ہزار صفحات اردو میں تحریر کیے گئے، ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۲۳ جلدوں پر مشتمل چالیس کے قریب علماء کے بارہ ہزار صفحات کی طباعت کی ہے، جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ کتنا اہم ہے، تو آیئے مختصراً اس مسئلے پر نظر ڈالتے ہیں:

گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں:...... تحفظ ختم نبوت کتنا اہم ترین مسئلہ ہے، اس کا اندازہ آپ خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے اس واقعہ سے کر سکتے ہیں۔ ۲۶ ر اگست ۱۹۳۲ء کو یوم جمعۃ المبارک تھا، جامع مسجد الصادق بھاولپور میں آپ کو جمعہ کی نماز ادا فرمانا تھی، مسجد کے اندر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، قرب و جوار کے گلی کوچے نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے، نماز کے بعد آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

''میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جاں تھا اور ساتھ ہی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ڈابھیل کے لیے پابہ رکاب کہ اچانک شیخ الجامعہ صاحب کا مکتوب مجھے ملا، جس میں بھاولپور آ کر مقدمہ میں شہادت دینے کے لیے لکھا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زادِ راہ نہیں ہے، شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ حضرت محمد ﷺ کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔''

یہ سن کر مجمع بے قرار ہو گیا، آپ کے ایک شاگرد مولانا عبدالحنان ہزاروی آہ و بکا کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور مجمع سے بولے کہ اگر حضرت کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت متوقع ہوگی؟ اس کے علاوہ کچھ اور بلند کلمات حضرت کی تعریف و توصیف میں عرض کیے، جب وہ بیٹھ گئے تو پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

''ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا؛ حالاں کہ ہم پر یہ بات کھل گئی کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں''۔ (کمالات انوری)

اب آپ اندازہ لگائیے کہ ایک ایسا جلیل القدر محدث وفقیہ ایسا کہہ رہے ہیں، جس کے بارے میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ فرماتے تھے"انور شاہ کشمیری صحابہؓ کی جماعت کے بچھڑے ہوئے فرد ہیں۔"

ختم نبوت اور قرآن:.....قرآن کریم نے مسئلہ ختم نبوت کو تقریباً سو مقامات پر ذکر کیا ہے، کہیں صراحتاً، کہیں کنایۃً، کہیں عبارت النص سے، کہیں اقتضاء النص سے، کہیں اشارۃ النص سے تو کہیں دلالت النص سے، جس کو پوری تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ نے اپنی تصنیف"ختم النبوة في القران" میں ذکر کیا ہے اور دوسری تصنیف لطیف"ختم النبوة في الأحاديث" میں ۲۱۰/احادیث جمع فرمائی اور "ختم النبوة في الاثار" میں امت کا اجماع، سیکڑوں علمائے امت کے اقوال ختم نبوت کی تائید میں جمع فرمادیئے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ "ختم نبوت" کامل ہر سہ حصہ کی تمہید میں تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ ختم نبوت:......"یعنی آں حضرت ﷺ پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام اور آپ ﷺ کا آخری نبی ورسول ہونا اسلام کے ان بدیہی مسائل اور عقائد میں سے ہے، جن کو تمام عام وخاص، عالم وجاہل، شہری اور دیہاتی مسلمان ہی نہیں؛ بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی جانتے ہیں، تقریباً چودہ سو برس سے کروڑہا مسلمان اس عقیدہ پر ہیں، لاکھوں علماء امت نے اس مسئلہ کو قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا، کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کی کچھ اقسام ہیں، اور ان میں سے کوئی خاص قسم آں حضرت ﷺ کے بعد باقی ہے، یا نبوت کی تشریعی غیر تشریعی یا ظلی وبروزی یا مجازی وغیرہ اقسام ہیں، قرآن وحدیث میں اس کا کوئی اشارہ تک نہیں، پوری امت اور علماءِ امت نے نبوت کی یہ قسم نہ دیکھی اور نہ سنی؛ بل کہ صحابہ وتابعین سے لے کر آج تک پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس عقیدہ پر قائم رہی کہ آں حضرت ﷺ پر ہر طرح کی نبوت ورسالت ختم ہے، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے پہلے پیدا ہو کر منصب نبوت پر فائز ہو چکے ہیں، ان کا اخیر زمانہ میں آنا اس کے قطعاً منافی نہیں)۔

اس مسئلہ کے اتنا بدیہی اور اجماعی ہونے کے ساتھ اس پر دلائل جمع کرنا اور اس کا ثبوت پیش کرنا درحقیقت ایک بدیہی کو نظری اور کھلی ہوئی حقیقت کو پیچیدہ بنانے کے مرادف معلوم ہوتا ہے؛ بلکہ اس مسئلہ کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص مسلمانوں کے سامنے لا الٰہ الا اللّٰہ کا ثبوت پیش کرے، ان حالات میں کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ یا کتاب لکھی جائے؛ لیکن تعلیمات اسلام سے عام غفلت وجہالت اور روز پیدا ہونے والے نئے فتنوں نے جہاں بہت سے حقائق پر پردہ ڈال دیا ہے باطل کو حق اور حق کو باطل کر کے ظاہر کیا ہے وہیں یہ مسئلہ بھی تختۂ مشق بن گیا۔

اس مسئلہ میں فرقہ وار جماعت کی حیثیت سے سب سے پہلے باب وبہا کی جماعت فرقۂ بابیہ نے اختلاف کیا، مگر

وہ علمی رنگ میں اس بحث کو آگے نہ پہنچا سکے، اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میں خلاف واختلاف کا دروازہ کھولا اور ان کی چھوٹی بڑی، بہت سی کتابوں میں یہ بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ خود ان کے ماننے والے بھی، اس پر متفق نہ ہو سکے کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ اور ان کا دعویٰ کیا ہے؟ کہیں بالکل عام مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے مطابق آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے اور وحی نبوت کے انقطاع کلی کا اقرار اور آپ ﷺ کے بعد مطلقاً کسی نبی یا رسول کے پیدا نہ ہونے کا اعتراف ہے، کہیں اپنے آپ کو مجازی اور لغوی نبی کہا گیا ہے، کہیں نبوت کی ایک نئی قسم ظلی و بروزی بتلا کر بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا گیا، کہیں نبوت کو تشریعی اور غیر تشریعی میں تقسیم کر کے تشریعی کا اختتام اور غیر تشریعی کا جاری ہونا بیان کیا گیا، اور اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی بتلایا اور وحی غیر تشریعی کا دعویٰ کیا گیا ہے، کہیں کھلے طور پر صاحب شریعت نبی ہونے اور وحی تشریعی کا دعویٰ کیا گیا۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین تین فرقوں میں تقسیم ہو گئے: ایک فرقہ ان کو صاحب شریعت اور تشریعی نبی و رسول مانتا ہے، یہ ظہیر الدین اروپی کا فرقہ ہے، دوسرا فرقہ ان کو با اصطلاح خود غیر تشریعی نبی کہتا ہے، یہ قادیانی پارٹی ہے، جو مرزا محمود صاحب کی پیروہے، تیسرا فرقہ ان کو نبی یا رسول نہیں؛ بلکہ مسیح موعود اور مہدی موعود قرار دیتا ہے، یہ مسٹر محمد علی لاہوری کے متبعین ہیں۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے اس قطعی اور اجماعی مسئلہ میں خلاف وشقاق کا دروازہ کھولا، عوام کی جہالت اور مغربی تعلیم سے متاثر، دینی تعلیم سے بیگانہ افراد کی ناواقفیت سے ناجائز فائدے اٹھائے اور اس مسئلہ میں طرح طرح کے اوہام وشکوک ان کے دلوں میں پیدا کر دیے، اور ان کی نظر میں بدیہی مسئلہ کو نظری بنا دیا؛ اس لیے اہل علم اور اہل دین کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا کہ ان کے شبہات دور کیے جائیں اور قرآن و حدیث کی صحیح روشنی ان کے سامنے لائی جائے۔" (ختم نبوت، ص:۱۰-۱۲)

حضرت کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

"**ختم نبوت اور اس کا مفہوم اور حقیقت:** ...... ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ نبوت اور پیغمبری حضور کی ذات بابرکت پر ختم ہو گئی اور آپ ﷺ انبیاء کے خاتم (بالکسر) ہیں یعنی سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ سلسلہ انبیاء کے خاتم (بالفتح) یعنی مہر ہیں۔ اب آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا، مہر کسی چیز کا منہ بند کرنے کے لیے لگاتے ہیں، اسی طرح حضور پر نور ﷺ سلسلہ انبیاء پر مہر ہیں، اب آپ ﷺ کے بعد کوئی اس سلسلہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، اور قیامت تک کوئی شخص اب اس عہدہ پر فائز نہ ہوگا۔ مہر ہمیشہ ختم کرنے اور بند کرنے کے لیے ہوتی ہے، کما قال "تعالی یُسْقَوْنَ مِن رَّحِیقٍ مَّخْتُومٍ خِتَامُهُ مِسْکٌ" یعنی سربمہر بوتلیں ہوں گی اور شراب ان کے اندر بند ہوگی۔ "ختم اللّٰہ علی قلوبھم" اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی

ہے، یعنی کفر اندر بند کردیا ہے۔" (احتساب قادیانیت، ج:۲، ص:۵۱۴)

قرآن اور عقیدۂ ختم نبوت:...... مفتی صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اس کے بعد "مَا کانَ محمدٌ أبا أحدٍ من رِجالِکُمْ ولکِنْ رسول اللّٰہ وخاتم النبیین و کان اللّٰہُ بکل شییٍٔ علیما" پر صفحہ ۵۰ سے صفحہ ۱۳۴ تک یعنی تقریباً ۸۴ صفحات پر پورے شرح و بسط کے ساتھ کلام کیا ہے، جو قابل مطالعہ ہے، لغت، احادیث اور آثار کی روشنی میں بڑی جامع تفسیر کی ہے۔ اس کے بعد مختصراً اس کے علاوہ دیگر تقریباً ۹۹ آیات کی مختصر تشریح کی ہے، وہ آیات یہ ہیں:

(۱) سورہ احزاب، پارہ ۲۲، ع ۲، آیت ۴۰ (۲) سورۂ مائدہ، پارہ ۶، ع ۵، آیت ۳ (۳) سورۂ آل عمران، پارہ ۳، ع ۱۷، آیت ۸۱ (۴) سورۂ اعراف، پارہ ۳، ع ۱۰، آیت ۱۵۸ (۵) سورۂ فرقان، پارہ ۱۸، ع ۱۶، آیت ۱ (۶) سورۂ نسائی، پارہ ۵، ع ۸، آیت ۷۹ (۷) سورۂ قلم، پارہ ۲۹، ع ۴، آیت ۵۲ (۸) سورۂ انعام، پارہ ۷، ع ۸، آیت ۱۹ (۹) سورۂ ہود، پارہ ۱۲، ع ۲، آیت ۱۷ (۱۰) سورۂ نساء، پارہ ۶، ع ۳، آیت ۱۷۰ (۱۱) سورۂ انبیاء، پارہ ۱۷، ع ۷، آیت ۱۰۷ (۱۲) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۱۴، آیت ۱۱۵ (۱۳) سورۂ واقعہ، پارہ ۲۷، ع ۱۴، آیت ۱۳، ۱۴ (۱۴) سورۂ واقعہ، پارہ ۲۷، ع ۱۵، آیت ۳۹، ۴۰ (۱۵) سورۂ مرسلات، پارہ ۲۹، ع ۲۱، آیت ۱۶، ۱۷ (۱۶) سورۂ مائدہ، پارہ ۷، ع ۴، آیت ۱۰۱ (۱۷) سورۂ توبہ، پارہ ۱۰، ع ۱۱، آیت ۳۳ (۱۸) سورۂ فتح، پارہ ۲۶، ع ۱۲، آیت ۲۸ (۱۹) سورۂ صف، پارہ ۲۸، ع ۹، آیت ۹ (۲۰) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۵، آیت ۵۹ (۲۱) سورۂ فتح، پارہ ۲۶، ع ۱۰، آیت ۱۷ (۲۲) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۸، آیت ۸۰ (۲۳) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۶، آیت ۶۹ (۲۴) سورۂ حدید، پارہ ۲۷، ع ۲۰، آیت ۲۹ (۲۵) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۱۷، آیت ۱۳۶ (۲۶) سورۂ بقرہ، پارہ ۳، ع ۸، آیت ۲۸۵ (۲۷) سورۂ بقرہ، پارہ ۱، ع ۵، آیت ۴۱ (۲۸) سورۂ آل عمران، پارہ ۳، ع ۱۷، آیت ۸۴ (۲۹) سورۂ نساء، پارہ ۵، ع ۶، آیت ۶۰ (۳۰) سورۂ محمد، پارہ ۲۶، ع ۵، آیت ۲ (۳۱) سورۂ نساء، پارہ ۶، ع ۳، آیت ۱۷۰ (۳۲) سورۂ نساء، پارہ ۶، ع ۴، آیت ۱۷۶ (۳۳) سورۂ مائدہ، پارہ ۶، ع ۷، آیت ۱۵، ۱۶ (۳۴) سورۂ اعراف، پارہ ۹، ع ۸، آیت ۱۵۷ (۳۵) سورۂ اعراف، پارہ ۹، ع ۹، آیت ۱۵۴ (۳۶) سورۂ اعراف، پارہ ۹، ع ۱۰، آیت ۱۵۸ (۳۷) سورۂ انفال، پارہ ۹، ع ۱۷، آیت ۲۰ (۳۸) سورۂ انفال، پارہ ۹، ع ۱۷، آیت ۲۴ (۳۹) سورۂ انفال، پارہ ۱۰، ع ۲، آیت ۴۶ (۴۰) سورۂ انفال، پارہ ۱۰، ع ۴، آیت ۶۴ (۴۱) سورۂ توبہ، پارہ ۱۰، ع ۱۵، آیت ۷۱ (۴۲) سورۂ تغابن، پارہ ۲۸، ع ۱۵، آیت ۸ (۴۳) سورۂ صف، پارہ ۲۸، ع ۱۰، آیت ۱۰، ۱۱ (۴۴) سورۂ حدید، پارہ ۲۷، ع ۱۷، آیت ۷ (۴۵) سورۂ جمعہ، پارہ ۲۸، ع ۱۱، آیت ۲، ۳ (۴۶) سورۂ یوسف، پارہ ۱۳، ع ۶، آیت ۱۰۸ (۴۷) سورۂ نساء، پارہ ۶، ع ۲، آیت ۱۶۲ (۴۸) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۱ (۴۹) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۲ (۵۰) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۴ (۵۱) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۴ (۵۲) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۳، آیت ۵۶ (۵۳)

سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۵، آیت ۶۲ (۵۴) سورۂ یٰس، پارہ ۲۲، ع ۱۸، آیت ۱۱ (۵۵) سورۂ نور، پارہ ۱۸، ع ۱۵، آیت ۶۲ (۵۶) سورۂ احزاب، پارہ ۲۲، ع ۶، آیت ۷۱ (۵۷) سورۂ احزاب، پارہ ۲۲، ع ۱۷، آیت ۷ (۵۸) سورۂ اعراف، پارہ ۱۸، ع ۸، آیت ۳ (۵۹) سورۂ یونس، پارہ ۱۱، ع ۷، آیت ۱۳، ۱۴ (۶۰) سورۂ انعام، پارہ ۸، ع ۷، آیت ۱۶۵ (۶۱) سورۂ فاطر، پارہ ۲۲، ع ۱۷، آیت ۳۹ (۶۲) سورۂ قمر، پارہ ۲۷، ع ۸، آیت ۱ (۶۳) سورۂ انبیاء، پارہ ۱۷، ع ۱، آیت ۱ (۶۴) سورۂ نحل، پارہ ۱۴، ع ۷، آیت ۱ (۶۵) سورۂ ابتداء شوریٰ، پارہ ۲۵، ع ۲، آیت ۳ (۶۶) سورۂ انعام، پارہ ۷، ع ۱۱، آیت ۴۲ (۶۷) سورۂ آل عمران، پارہ ۴، ع ۱۰، آیت ۱۸۳ (۶۸) سورۂ آل عمران، پارہ ۴، ع ۱۰، آیت ۱۸۴ (۶۹) سورۂ انعام، پارہ ۷، ع ۷، آیت ۱۰ (۷۰) سورۂ انعام، پارہ ۷، ع ۱۰، آیت ۳۴ (۷۱) سورۂ یوسف، پارہ ۱۲، ع ۶، آیت ۱۰۹ (۷۲) سورۂ رعد، پارہ ۱۳، ع ۱۱، آیت ۳۲ (۷۳) سورۂ رعد، پارہ ۱۳، ع ۱۲، آیت ۳۸ (۷۴) سورۂ نحل، پارہ ۱۴، ع ۱۲، آیت ۴۳ (۷۵) سورۂ نحل، پارہ ۱۴، ع ۱۴، آیت ۶۳ (۷۶) سورۂ فاطر، پارہ ۲۲، ع ۱۶، آیت ۳۱ (۷۷) سورۂ بنی اسرائیل، پارہ ۱۵، ع ۸، آیت ۷۷ (۷۸) سورۂ انبیاء، پارہ ۱۸، ع ۲، آیت ۲۹ (۷۹) سورۂ حج، پارہ ۱۷، ع ۱۴، آیت ۵۲ (۸۰) سورۂ فرقان، پارہ ۱۸، ع ۱۷، آیت ۲۰ (۸۱) سورۂ فاطر، پارہ ۲۲، ع ۱۳، آیت ۴ (۸۲) سورۂ زمر، پارہ ۲۴، ع ۴، آیت ۶۵ (۸۳) سورۂ حم السجدہ، پارہ ۲۴، ع ۱۹، آیت ۴۳ (۸۴) سورۂ شوریٰ، پارہ ۲۵، ع ۲، آیت ۳ (۸۵) سورۂ زخرف، پارہ ۲۵، ع ۸، آیت ۲۳ (۸۶) سورۂ زخرف، پارہ ۲۵، ع ۱۰، آیت ۴۵ (۸۷) سورۂ زخرف، پارہ ۲۵، ع ۷، آیت ۶ (۸۸) سورۂ فاطر، پارہ ۲۲، ع ۱۶، آیت ۳۲ (۸۹) سورۂ احزاب، پارہ ۲۲، ع ۵، آیت ۶۶ (۹۰) سورۂ فرقان، پارہ ۱۹، ع ۱، آیت ۲۷ (۹۱) سورۂ سبا، پارہ ۲۲، ع ۹، آیت ۲۸ (۹۲) سورۂ سبا، پارہ ۲۲، ع ۱۲، آیت ۴۶ (۹۳) سورۂ ابراہیم، پارہ ۱۳، ع ۱۶، آیت ۲۷ (۹۴) سورۂ آل عمران، پارہ ۳، ع ۱۲، آیت ۳۱ (۹۵) سورۂ محمد، پارہ ۲۶، ع ۶، آیت ۱۸ (۹۶) سورۂ صٓ، پارہ ۲۳، ع ۱۴، آیت ۸۷، ۸۸ (۹۷) سورۂ بقرہ، پارہ ۱، ع ۱۱، آیت ۹۷ (۹۸) سورۂ بقرہ، پارہ ۱، ع ۱۲، آیت ۱۰۱ (۹۹) سورۂ بقرہ، پارہ ۱، ع ۱۱، آیت ۹۱۔

جیسا کہ اس سے پہلے بھی بیان کیا کہ تقریباً دوسودس احادیث سے ختم نبوت کا مسئلہ ثابت ہے جس میں سے اہم روایت بخاری کی ہے۔

”عن أبی ہریرۃ أن رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: إنّ مثلی و مثلَ الأنبیاءِ مِنْ قبلِی کمثلِ رَجُلٍ بنی بیتاً فأحسنہٗ وأجملہٗ إلاّ موضعَ لبنۃٍ من زاویۃٍ فجعل الناسُ یطوفون بہ و یعجبون لہ و یقولون ھلا وضعتْ ھذہ اللبنۃُ و أنا خاتم النبیین۔“ (رواہ البخاری فی کتاب الأنبیاء و مسلم: ۲ / ۲۴۸ فی الفضائل و أحمد فی مسندہ، ج: ۲ ص ۳۹۸، والنسائی والترمذی) و فی بعض ألفاظہ: فکنتُ أنا

سددت موضع اللبنة وختم بی البنیان وختم بی الرسل" ھکذا فی الکنز عن أبی عساکر۔

"حضرت ابوہریرہؓ آں حضرت علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا؛ مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اُس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تا کہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چناں چہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا اور مجھ سے ہی قصرِ نبوت مکمل ہوا، اور میں ہی خاتم النبیین ہوں، یا مجھ پر تمام رُسل ختم کر دیئے گئے"۔ (ختم نبوت: ص۲۰۵ تا ۲۰۶)

اس کے بعد حضرت ابوسعید خدری، حضرت جابر، حضرت ابوہریرہ، حضرت جبیر ابن مطعم، حضرت سعید ابن ابی وقاص، حضرت جابر ابن سمرہ، حضرت ثوبان، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت انس ابن مالک، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت علی، حضرت ابوذر، حضرت مالک ابن حویرث، حضرت نافع، حضرت عوف ابن مالک، حضرت حسن، حضرت عرباض ابن ساریہ، زید ابن حارثہ، عبداللہ ابن ثابت، حضرت ام کرز کعبیہ، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت ابی ابن کعب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ختم نبوت پر ۲۶/روایتیں تو صرف امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ نے صحیحین میں روایت کی ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر، حضرت جابر ابن عبداللہ، حضرت سفینہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت بہز ابن حکیم، حضرت معاویہ بن فیدہ، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت علی مرتضی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اصحاب سنن اربعہ (امام نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ) نے تقریباً دس حدیثیں نقل کی ہیں۔

اس کے علاوہ امام احمد ابن حنبل نے اپنی سند سے حضرت ابوطفیل، حضرت بریدہ، حضرت ابونضرہ، حضرت زید ابن ابی اوفی، حضرت ابوسعید خدری، حضرت حذیفہ بن اسید، حضرت نعمان ابن بشیر، حضرت عبداللہ ابن عمرو، حضرت عرباض ابن ساریہ سے تقریباً دس حدیثیں نقل کی ہیں، یہ ۵۶ حدیثیں مستند اور صحیح ہیں۔

ان مذکورہ کتابوں کے علاوہ دیگر بے شمار مستند کتابوں میں تقریباً ڈیڑھ سو احادیث ایسی ہیں جو ختم نبوت پر دلیل بنتی ہیں، جن کو امام دارمی، امام ابن عساکر، امام بغوی، امام سیوطی، امام بیہقی، امام طبرانی، امام ابونعیم، امام ابویعلی، امام علی متقی، امام ابن ابی شیبہ، امام طحاوی، حافظ ابن کثیر، امام ابن ابی حاتم، امام ابن مردویہ، امام دیلمی، امام ابن سعد، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام ابن النجار، خطیب بغدادی، امام بزار، امام ابن عدی، امام ابوداؤد الطیالسی، امام ابن جریر طبری، امام ماوردی، امام رافعی، امام حاکم نیشاپور، امام ابن الجوزی، امام عیاض نے حضرت علی، حضرت ضحاک ابن نوفل، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت انس ابن

مالک، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ ابن الزبیر، حضرت نعمان بن بشیر، یونس ابن میسرہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت جابر ابن عبداللہ، حضرت سلمان فارسی، حضرت عائشہ، حضرت ابوالدرداء، حضرت عبداللہ ابن حارث، حضرت ابو زمل جہنی، حضرت زبیر ابن العوام، حضرت اکوع، سلمہ ابن اکوع، حضرت ابوالطفیل، حضرت عمرو ابن قیس، حضرت ابوقتادہ، عبدالرحمن ابن سمرہ، حضرت محمد ابن حزم، حضرت قتادہ، حضرت عصمہ ابن مالک، حضرت ابو مالک اشعری، حضرت حذیفہ، حضرت ابوالفضل، حضرت عقیل ابن ابی طالب، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوقبیلہ، حضرت حسن بن علی، حضرت مالک، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت حبشی ابن جنادہ، حضرت عمرو، حضرت سہل ساعدی، عبیداللہ ابن عمر، حضرت ابوبکرہ، حضرت نعیم ابن مسعود، حضرت تمیم داری نے تقریباً سو حدیثیں ایسی نقل کی ہیں جو صراحتاً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

ان مذکورہ احادیث کے علاوہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہٗ نے دوسرے ۶۷/احادیث ایسی نقل کی ہیں جو کنایۃً واشارۃً ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔اس کے بعد مفتی صاحب نے جو کلام ذکر کیا ہے وہ پڑھنے کے قابل ہیں۔ آپ ؒفرماتے ہیں:

احادیث مذکورۃ الصدر سے ختم نبوت کا ثبوت:......''نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی محبت وشفقت جو امت مرحومہ کے ساتھ ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے اور پھر یہ بھی مسلم ہے کہ زمانہ ماضی ومستقبل کے جتنے علوم وحالات آپ ﷺ کو عطا کیے گئے وہ نہ کسی نبی کو حاصل ہیں اور نہ کسی فرشتہ کو۔

ان دونوں باتوں کو سمجھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے دین کے راستہ کو ایسا ہموار اور صاف بنا کر چھوڑا کہ جس میں دن ورات برابر ہوں، اس پر چلنے والے کو ٹھوکر لگنے یا راستہ بھولنے کا اندیشہ نہ رہے، اس میں جتنے خطرات کے مواقع ہوں گے، وہ سب آپ ﷺ نے ان کو بتلادیے، نیز اس راستہ کے ایسے ایسے نشانات ان کو بتلادیئے جو تمام راستہ میں ان کی رہبری کرتے رہیں۔

چناں چہ جب ہم حدیث نبوی ﷺ کے دفتر پر نظر ڈالتے ہیں تو ثابت ہوجاتا ہے، کہ آپ ﷺ نے ان امور میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا، آپ ﷺ کے بعد جتنے قابل اقتداء رہنما پیدا ہونے والے تھے، آپ ﷺ نے اکثر کے نام لے لے کر بتلادیئے، اور امت کو ان کی پیروی کی ہدایت فرمائی، جن میں سے ''مشتے نمونہ از خروارے'' چند احادیث اوپر ذکر کی گئیں، آنحضرت ﷺ کی انتہائی شفقت ومربیانہ تعلیم اور پھر احادیث مذکورہ بالا کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان؛ بلکہ ایک منصف مزاج انسان یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی (اگر چہ وہ بقول مرزا ظلی یا بروزی رنگ میں سہی) اس عالم میں پیدا نہیں ہوسکتا، ورنہ لازم تھا کہ آپ ﷺ ان سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس نبی کا ذکر فرماتے؛ کیوں کہ ان سب کا اتباع پر امت کی نجات کا مدار ہے۔

مگر عجب تماشہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی امت کو خلفائے راشدین کی اقتداء کا حکم فرماتے ہیں، ائمہ دین اور امراء کی اطاعت کی تعلیم دیتے ہیں؛ بلکہ ایک حبشی غلام کی بھی (جب کہ وہ امیر بن جائے) اطاعت امت پر واجب قرار دیتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور عمار بن یاسرؓ کی اقتداء کی دعوت دیتے ہیں، حضرت زبیرؓ، ابوعبیدۃ بن الجراحؓ، معاذ بن جبلؓ عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ کے نام لے لے کر انہیں واجب التکریم اور قابل اقتداء فرماتے ہیں، اویس قرنیؒ کے آنے کی خبر اور ان سے استغفار کرانے کی تعلیم دیتے ہیں، مجددینِ امت کا ہر صدی پر آنا، ابدال کا ملک شام میں پیدا ہونا اور اُن کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ وغیرہ مفصل بیان فرماتے ہیں۔ لیکن ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں فرماتے کہ ہمارے بعد فلاں نبی پیدا ہوگا، تم اس پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا۔

اگر پہلو میں دل اور دل میں ایمان یا انصاف کا کوئی ذرہ بھی ہے تو تمام احادیثِ سابقہ کو چھوڑ کر صرف یہی احادیث ایک انسان کو اس پر مجبور کرنے کے لیے کافی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد تا قیامت کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

یہ دو سو دس احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن میں آں حضرت ﷺ نے ختمِ نبوت کا قطعی اعلان فرما کر ہر قسم کی تاویل اور تخصیص کا راستہ بند کر دیا ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔ إن في ذلک لَعِبْرۃً لِمَنْ کان لہ قلبٌ أو ألقی السمعَ وھو شھید۔" (ختم نبوت: ص ۲۹۵ تا ۲۹۶)

اسی لیے علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

"ختم نبوت کا مسئلہ شریعت محمدی میں متواتر ہے، قرآن وحدیث سے اجماع بالفعل سے اور یہ پہلا اجماع ہر وقت اور ہر زمانہ میں حکومت اسلامی نے اس شخص کو جس نے دعویٔ نبوت کیا، سزائے موت دی ہے، ایک شاعر کو صلاح الدین ایوبیؒ نے بہ فتویٰ علماء دین، ایک شعر کہنے پر قتل کرا دیا تھا۔

کان مبدأُ ھذا الدینِ من رَجُلٍ سَعٰی فأصبحَ یُدْعیٰ سیدُ الأُمم

(صبح الاعشی: ۵: ۳۰۵،۳۰۹)

اس شعر سے اس شخص نے نبوت کو کسبی قرار دیا کہ نبوت ریاضتوں سے حاصل ہوسکتی ہے، اس لیے اسے قتل کروادیا۔" (احتساب قادیانیت: ج ۴/ص ۴۲)

اس سے آپ اندازہ لگایئے کہ مسئلہ ختم نبوت کتنا حساس مسئلہ ہے۔

علامہ کشمیری قدس اللہ سرہٗ "ما کان محمد" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اشخاص نبوت کے بھی خاتم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد نبوت کا عہدہ منقطع ہوگیا ہے۔" (ایضا)

عقیدہ ختم نبوت پر امت کا سب سے پہلا اجماع:...... اسلام میں سب سے پہلا اجماع اس پر منعقد ہوا تھا کہ دعوی نبوت بغیر اس تحقیق کے کہ اس کی تاویل کیا ہے اور کیسی نبوت کا دعوی ہے؟ کفر اور ارتداد ہے، اور مدعی نبوت کی سزا قتل ہے۔ صحابہ کرامؓ کے اجماع سے صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے جہاد کیا گیا اور اس کو قتل کیا گیا۔

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی فرماتے ہیں:

"ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار ہوتے ہیں اور عہد نبوی سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا کہ آں حضرت ﷺ بلا کسی تاویل و تخصیص کے خاتم النبیین ہیں اور یہ مسئلہ قرآن کریم میں صریح آیات اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا منکر قطعاً کافر ہے اور کوئی تاویل و تخصیص اس بارے میں قبول نہیں کی گئی۔ (احتساب قادیانیت: ج ۲/ص ۱۰)

یہاں ایک امر قابل غور ہے وہ یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس نازک وقت میں مدعی نبوت اور اس کی امت سے جہاد و قتال کو یہود اور نصاریٰ اور مشرکین سے جہاد و قتال پر مقدم سمجھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مدعی نبوت اور اس کی امت کا کفر یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کے کفر سے بڑھا ہوا ہے۔ عام کفار سے صلح ہو سکتی ہے ان سے جزیہ قبول کیا جا سکتا ہے؛ مگر مدعی نبوت سے نہ تو کوئی صلح ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی جزیہ قبول کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت اگر آج کل جیسے سیاسی لوگ ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتے کہ باہمی تفرقہ مناسب نہیں۔ مسیلمہ کذاب اور اس کی امت کو ساتھ لے کر یہود اور نصاریٰ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

حضرت علامہ محمد انور کشمیری قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ: مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے؛ اس لیے کہ فرعون مدعیٔ الوہیت تھا اور الوہیت میں کوئی التباس اور اشتباہ نہیں، ادنیٰ عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص کھاتا اور پیتا اور سوتا اور جاگتا اور ضروریات انسانی میں مبتلا ہوتا ہے وہ خدا کہاں ہو سکتا ہے؟ مسیلمہ مدعی نبوت تھا ظاہری بشریت کے اعتبار سے سچے نبی اور جھوٹے نبی میں التباس ہو سکتا ہے؛ اس لیے مدعیٔ نبوت کا فتنہ مدعی الوہیت کے فتنہ سے کہیں اہم اور عظیم ہے اور ہر زمانے میں خلفاء اور سلاطین اسلام کا یہی معمول رہا کہ جس نے نبوت کا دعوی کیا اسی وقت اس کا سر قلم کیا۔

اہل حق نے اس فتنہ کے استیصال کے لیے جو سعی اور جدوجہد ممکن تھی اس میں دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح مدعی نبوت سے جہاد بالسیف والسنان تو ارباب حکومت کا کام ہے اور جہاد قلمی اور لسانی یہ علماء حق کا کام ہے۔ سو الحمد للہ علماء نے اس جہاد میں کوئی کوتاہی نہیں کی، تقریر اور تحریر سے ہر طرح سے مدعی نبوت کا مقابلہ کیا۔ (احتساب قادیانیت: ج ۲/ص ۱۱ تا ۱۲) .... (جاری ہے)